تاریخِ ہندوستان

سلطنتِ اسلامیہ کا بیان

جلد پنجم

اقبال نامۂ اکبری

جس میں

شہنشاہِ ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کا حال اوّل سے آخر تک

مستند معتبر فارسی اور انگریزی کتابوں سے لکھا گیا ہے

مصنفۂ

خان بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب دہلوی مرحوم

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج میں ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۸ء طبع ہوئی

بار سوم ایک ہزار جلد

قیمت فی جلد [illegible]

ویں بعض بے شرم حیلہ اندوز باوجود ظہور حق اور متواتر ملزم ہونے کے زبان درازی اور سینہ
زوری اس خیال سے کرتے تھے۔ جیسے پہلے فرمانروایوں کی بے تمیزی سے مقاصد علمی و مطالب
حکمی کی کمتر تشخیص ہوتی تھی اور دانا نما بیدانشوں اور بیمناک دانایوں کے حوالہ ہوتے تھے شاید
اس محفل میں بھی ہمارا کام یوں چل جائے مگر اس محقق حق جو بادشاہ کے روبرو شرمسار ہو کر گمنامی
کے گوشہ میں بیٹھے اور جو خردپژوہ دلیل کے بندہ تھے وہ گوشہ نشینی سے نکلکر سربلند ہوئے
اور کل دین و مذہب و عقل کا پایہ بلند ہوا اور دانش اندوزوں کا ستارہ چمکا۔ علمائے متعصب
اور فقہائے متقلد کا کام دشوار ہوا۔ وہ نقل آرائی اور چرب زبانی کے سبب اپنے تئیں حکمار کا سر آمد
کہتے تھے ان کا پردہ فاش ہو گیا قلب کا رتبہ رلے کا گھر ہزاروں تہمت و بہتان کا گھر بن گیا۔
ان کج منشوں شورش انگیزوں نے اس خداپرست بادشاہ کی نسبت لامذہبی کا الزام لگایا
مگر بادشاہ باوجود سطوت ظاہری و باطنی کے اس گروہ کے پاداش کا درپے نہوا اپنی زبان
کو اُن پر نفرین کرنے سے اور دل کو اُن سے نفرت کرنے سے باز رکھا اور اپنی خاطر کو اُن سے
ملول نہیں کیا۔

ایک رات کو عبادت خانہ کے اندر انجمن میں حقیقت کی روشنی چمک رہی تھی پادری ردلیف
(ردلف) کہ نصاریٰ کے دانشوروں میں فہم و فطرت میں یکتا تھا۔ اس علمی بزم میں نکتہ طراز
تھا۔ بعض تعصب اندیش نادرست مغالطہ آرائی اور پاسخ گوئی کرتے تھے محفل کی نورافزائی
انصاف سے روشن ہوا کہ ان میں سے کوئی شاہراہ دلیل پر نہیں چلتا تھا وہی متقدمین
کی مانی ہوئی باتوں کا تانا بانا بنتا تھا اور معمار حقیقت کی کشائش پر کوئی توجہ نہیں کرتا تھا
قریب تھا کہ ایک بار پردہ روئے کار سے اُٹھ جائے شرمسار ہو کر اس گفتگو کو چھوڑ کر انجیل
کی تحریف کے باب میں گفتگو کرنے لگے اس کے اثبات میں خصم ہو کر خاموش نہ کر سکے پادری
نے اپنی آرمیدہ خاطر اور یقین بھرا دل سے کہا کہ حاشا یہ امور فروغ صدق نہیں رکھتے۔
اگر واقع میں یہ گروہ ہماری کتاب کی نسبت یہ اعتقاد رکھتا ہے اور قرآن کریم کو کلام

ایزدی خالص جانتا ہی تو چاہیئے کہ آگ روشن کی جائے ہم اپنی انجیل کو اور علماء اپنے قرآن کو ہاتھ میں لیکر اس عیارگاہ راستی میں چلیں ہر ایک اپنی رستگاری کو نشان حق جانے۔ سیاہ دلوں نے اس کا جواب متعصبانہ لجاجت کے ساتھ دیا۔ بادشاہ کو علماء کی یہ شتر دلی اور بے آزرمگی ناگوار خاطر ہوئی اور اس کی نکتہ آرائی سے علم کی بزم نور آگیں ہوئی بادشاہ ہمیشہ ان آتوں میں دلاویز نکتے اور باتیں کہتا۔ اس نے ایک رات کو یہ بیان کیا۔ زیادہ تر خراب دروں ظاہر آرایوں کی ہمزبانی سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ صورت آرائی اور حرف مسلمانی بغیر پذیرائی اندرونی کے فائدہ دیتی ہو اس سبب سے بہت سے برہمنوں کو بیم افزائی اور زور آوری سے اپنے بزرگوں کے دین میں لایا تھا مگر اب باطنی حقیقت کھلی تو علم کی روشنی میں یہ نظر آیا کہ آشوب گاہ اختلاف میں پندار کی تیرگی اور خود بینی کی تاریکی تہ برتہ چڑھی ہوئی ہیں بغیر دلیل کی مشعل کے کوئی قدم نہ رکھنا چاہیے اور وہی روش سودمند ہوتی ہو کہ خرد کی صوابدید سے اختیار کی جائے۔ بادشاہ کے خوف سے کلمہ شہادت منہ سے پڑھنا اور ختنہ کرانا اور سر کو زمین پر رکھنا خدا جوئی نہیں ہو ؎

طاعت آن نیست کہ برخاک نہی پیشانی۔ صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست

اس بادیہ خطرناک کا اوّل قدم یہ ہو کہ اپنی ہمت عالی اور فطرت والا سے اپنے نفس سے لڑے جو طرح طرح سے خود آرائی کرتا ہو اور اپنے خواہش و خشم کو بزور حلم سلطان خرد کا فرمان پذیر بنائے اور اپنے دل کو ناستودہ خویوں سے خالی کرے ممکن ہو کہ برہان کی روشنی پردہ مغالطہ سے باہر نکال لائے اور حق پرست بنادے جب سے دینداری کی حقیقت مجھے معلوم ہوئی تو ہم میں اپنے آئیں پیشین کی نکوہش کرتا ہوں۔ جہاں کو تند بادبے تمیزی نے گھیر رکھا ہو مختلف مذہبوں کے آئین بیان ہوتے ہیں اور ان کی سنجیدگی بادشاہ کی محفل میں مذکور ہوتی ہو۔ بادشاہ کے نزدیک دورائی عامہ کی کچھ قدر نہیں وہ ہر مذہب میں جو پسندیدہ بات ہو تحسین کرتا ہو اور بارہا اس نے فرمایا ہو کہ آدمی وہ ہو کہ